ڈاکٹر ک۔ ن پنڈت:

خانقاہ

خانقاہ کا لفظ ہر خاص و عام کی زبان پر آتا ہے۔ ادب میں اور خاصکر شعر میں اسکو بار بار استعمال کیا گیا ہے۔ اس لفظ کی تحقیق بڑی دلچسپ ہے کیونکہ جس معنی میں آج ہم اسے استعمال کرتے ہیں وہ اسکے اصلی معنی سے بہت مختلف ہیں۔ اس لفظ کا صوفیوں اور زاہدوں کے ساتھ قریبی رابطہ ہے اس لحاظ سے اسکے معنی میں اور بھی اختلاف اور وسعت پیدا ہوئی ہے۔ اکثر محققوں نے خانقاہ کے معنی اس جگہ کو بتایا ہے جہاں درویش اور مشایخ عبادت گزارنے کے علاوہ زندگی بسر کرتے ہوں بعض اوقات اس لفظ میں صرف الف کو حذف کر کے بھی لکھا گیا ہے یعنی خانقہ

ایران کے زبان شناسوں کا کہنا ہے کہ خانقاہ دراصل فارسی کے لفظ خانگاہ کا معرّب ہے اور خوان گاہ کے معنی کھانے کی جگہ کے ہیں۔ خوان کے "واو" کو تلفظ کے مطابق حذف کیا گیا ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ خان دراصل خانہ کا مخفف ہے اور کلمہ دراصل خانہ گاہ یعنی منزلگاہ تھا۔ جو ایک ایسے مکان یا عمارت کا نام تھا جہاں مختلف جگہوں سے آنے والے صوفی فقراء کیلئے رہنے اور کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔ خانقاہوں کے لئے وقف شدہ املاک واماکن انہی فقیروں اور درویشوں کے اخراجاتِ خوردنی کی کفالت کرتے تھے چنانچہ ایران میں اصفہان اور نطنز میں بعض خراب شدہ خانقاہوں کے کتبوں پر ایسی عبارت کندہ کی ہوئی ملتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسکینوں، یتیموں اور فقیروں کو کھانا کھلانا جزائے نیک کا حامل ہے۔ شیخ الاسلام عمر سہروردی نے عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ خانقاہ صوفیوں کے اجتماع اور طعام کی جگہ ہے مصباح الہدایہ میں لکھا گیا ہے کہ اگرچہ خانقاہوں کو تصوف کے

اجتماع اور سکونت کیلئے بنایا گیا ہے۔ لیکن اسکو صفہ کے ہم پایہ بھی مانا گیا ہے جن کو فقرائے صحابہ یا یا ان اشخاص کیلئے جائے اقامت کے طور استعمال کیا جاتا تھا۔ جن کا مدینہ میں کوئی آشنا نہیں ہوتا۔ مصباح میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ خانقاہ ملت اسلام کی کئی زینتوں میں شامل ہے۔ المقریزی نے خانقاہ کے لئے رباط کا لفظ استعمال کیا ہے اور اسکو اسلامی سنت اور رسول اکرم (صلعم) کے صفہ کی تقلید بتایا ہے اور اپنے وقت کی بارہ مشہور خانقاہوں کا نام بھی لیا۔ لیکن یقینی طور پر یہ سب رباط یا خانقاہیں صوفیوں سے متعلق نہیں تھیں چنانچہ ان میں سے ایک رباط البغدادیہ نام کی خانقاہ کو الوالبرکات کی بیٹی زینب بنت البغدادیہ نے بنوایا تھا اور اس میں عابد اور تارک الدنیا مستورات، بیوہ اور نادار خواتین رہا کرتی تھیں۔ صوفیوں کی لغت میں بھی خانقاہ کے لئے بعض اوقات رباط کا لفظ لایا گیا ہے۔ چنانچہ اسرار التوحید میں رباط کو بار بار استعمال کیا گیا ہے۔

لفظ رباط کے علاوہ صومعہ اور زاویہ جیسے الفاظ کو بھی خانقاہ کے معنی میں لایا گیا ہے۔ آج کل بھی ایران میں زاویہ اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جسے مذہبی لحاظ سے احترام اور شرف حاصل ہو۔ مثلاً زاویہ حضرت عبدالعظیم۔ چونکہ دنیاوی آفات سے ایک پرسکون گوشہ میں پناہ مل جاتی تھی اسلئے اس کو زاویہ کہتے تھے۔ غالباً طرز تعمیر کے لحاظ سے زاویہ اور خانقاہ میں کچھ فرق ہے خانقاہ دراصل ایک وسیع جگہ کا نام تھا جس میں کئی حجرے اور دیگر متعلقہ تعمیرات ہوا کرتی تھیں جو یا کسی درویش کی جائے اقامت اسکے نام سے منسوب زاویہ کہلاتا تھا۔ تذکرۃ الاولیاء اور اسرار التوحید میں کئی ایسی حکایات ملتی ہیں جن سے ہمارے مقولہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

ابن تیمیہ نے رسالۃ الصوفیہ و فقراء میں لکھا ہے کہ صوفیوں کا ظہور پہلے بصرہ میں ہوا اور سب سے پہلا شخص جس نے انکے لئے چھوٹی سی عبادتگاہ بنوائی۔ (یہاں لفظ دیر استعمال ہوا ہے) حسن بصری کا پیروکار عبدالواحد ابن زید تھا۔ چونکہ بصرہ کے لوگ زہد و عبادت کی طرف زیادہ راغب تھے اسلئے ضرب المثل مشہور ہو گئی۔ کہ "فقہ کوفی و عبادت بصرہ ای"

کہا جاتا ہے کہ خانقاہوں میں زندگی مسیحیوں اور راہبوں کی زندگی کی تقلید تھی

بعض عارفوں کے زندگی کا حال لکھتے ہوئے کہا گیا ہے کہ صوفیوں کے لئے سب سے پہلے جو خانقاہ بنائی گئی وہ سے سیحی ہاجنیر کے ذریعے بنوائی گئی۔ رجامی نے نفحات الانس میں دوسری صدی ہجری کے مشہور صوفی ابو ہاشم کے حالات بیان کرتے ہوئے ایک کہانی لکھی ہے جو یوں ہے۔ سب سے پہلی خانقاہ جو صوفیوں کے لئے بنائی گئی برملہ و شام میں تھی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک ترسا امیر زادہ شکار کو چلا گیا۔ راستے میں صوفیوں کے طالیفہ کے دو آدمی دیکھے جو ایک دوسرے کے قریب آکر آپس میں بغلگیر ہو گئے اور وہاں پر ہی بیٹھ گئے۔ انکے پاس جو کچھ خوردنی تھی وہ سامنے رکھکر کھالی اور اٹھکر چلے گئے۔ امیر زادہ کو انکی باہمی محبت اور رواداری بہت پسند آئی۔ ان میں سے ایک کو بلا کر پوچھا وہ دوسرا شخص کون تھا؟ کہا مجھے معلوم نہیں۔ پوچھا تیرے پاس کیا تھا؟ کہا کوئی چیز نہیں۔ پوچھا کہاں سے آیا تھا؟ کہا معلوم نہیں۔ امیر زادہ نے پوچھا آخر آپ دو کے درمیان اسقدر الفت کی بنیاد کس بات سے ہے۔ جواب دیا کہ یہ ہم لوگوں کے طائفہ کی راہ و رسم ہے۔ پوچھا کیا تم لوگوں نے کوئی ایسی جگہ مقرر کی ہے جہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ کہا نہیں۔ بتایا کہ میں تمہارے لئے ایک جگہ بناؤں گا تاکہ وہاں ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھا کرو گے۔ پھر اسنے خانقاہ برملہ بنائی۔

زمانہ قدیم میں کچھ خانقاہیں اور انکی تنظیم کے بارے میں آٹھویں صدی ہجری کے مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں کچھ باتیں درج کی ہیں۔ اس نے اصفہان میں ایک خانقاہ کو دیکھا تھا جو جنید بغدادی کے شاگرد علی بن سہل سے منسوب تھی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے میں چہارم جمادی الآخر ۷۲۷ھ کو اصفہان میں شیخ علی بن سہل کے زاویہ میں اترا۔ یہ ایک وسیع جگہ تھی جہاں آس پاس کے لوگ زیارت کیلئے آیا کرتے تھے۔ وہاں آنے جانے والوں کے لئے غذا حاضر رہتی تھی۔ اسکے ساتھ ایک گرمابہ بھی تھا جسکی دیواریں ٹائلوں اور فرش سنگ مرمر کے بنے تھے۔ مسافروں کے لئے وقف تھا۔ اس میں داخل ہونے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ اس زاویہ کے پیر کے پاس میں نے چودہ دن تک قیام کیا۔ اسکی غریب پروری اور عبادت ورزی کو دیکھکر میں حیران ہوا۔ جونہی میں زاویہ میں پہنچ گیا۔ اس نے میرے لئے غذا اور تین خربوزے لائے۔ مصر کی

خانقاہوں کے بارے میں ابن بطوطہ نے لکھا ہے، مصر کے امراء خانقاہیں بنوانے میں ایک دوسرے
پر سبقت لینا چاہتے تھے، ہر ایک خانقاہ کا ایک شیخ ہوتا ہے، خانقاہ کی نگہبانی اور ترتیب اسی
کے ذمہ ہوتی ہے اور یہ بھی عجیب ہے، خانقاہ میں رہنے والے درویشوں کی زندگی کے حالات
لکھتے ہوئے وہ کہتا ہے، خادم ہر روز صبح درویشوں کے پاس جاکر ایک ایک سے پوچھتا ہے کہ
وہ صبح کے کھانے کے لیے کس چیز کی رغبت رکھتا ہے جب غذا کا وقت ہوتا ہے تو ہر ایک کی روٹی
کے چند ٹکڑے اور دوسرے برتن میں تھوڑا شوربہ دیا جاتا ہے، دو شخص مل کر ایک برتن میں کھانا
نہیں کھاتے ہر ایک درویش کو ایک جوڑا اونی لباس اور ایک جوڑا سوتی لباس اور ماہوار
بیس ۲۰ سے تیس ۳۰ درہم تک ملتے ہیں، آدینہ کی رات کو تھوڑی سی صابون کپڑے دھونے اور
حمام کے چراغوں کو روشن کرنے کے لئے تھوڑا سا روغن بھی ملتا تھا یہ درویش مجرد یعنی غیر
شادی شدہ ہوتے ہیں اور شادی شدہ درویشوں کے لئے الگ خانقاہیں ہوتی ہیں، درویشوں
کو لازمی طور پر اپنے زاویوں سے پانچ بار باہر آنا ہوتا تھا رات خانقاہ میں بسر کرتے اور انکے اجتماع
خانقاہ کے اندر قبہ کے نیچے ہوا کرتے تھے، ہر درویش اپنے مخصوص سجادہ پر بیٹھتا سحر کی نماز
کے بعد سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا، ملک اور عَمَّ پڑھتے ہیں، اسکے بعد ہر کوئی جزدان کھولکر ختم
قرآن انجام دیتا ہے اور ذکر کرتا اسکے بعد قاری اہل مشرق کی عادت کے مطابق قراءت
انجام دیتا ہے اور عصر کی نماز کے بعد بھی اسی رسم کی تکرار ہوتی ہے اگر سفر کے دوران کوئی درویش
چاہیے کہ خانقاہ میں وارد ہو جائے تو کمر باندھ کر سجادہ کندھے پر ڈالے عصا دائیں ہاتھ میں
لیے اور بائیں ہاتھ میں لوٹا یعنی ابریق لیے خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا، دربان اسکی
آمد کی اطلاع خانقاہ کے خادم کو دیتا وہ آکر درویش سے پوچھتا چھ کرتا کہ کس شہر سے آئے
ہو اور راستے میں کس کس خانقاہ میں اترے ہو، اور اسکا شیخ کون ہے؟ جواب درست پانے
کی صورت میں ہی درویش کو خانقاہ میں داخل ہونے کی اجازت ملتی اور اسکا سجادہ مناسب
جگہ پر بچھایا جاتا، اسے طہارت خانہ دکھایا جاتا، تجدید وضو کے بعد درویش اپنے سجادہ پر

Scanned with CamScanner

آتا، کمر بند کھول دیتا اور دو[2] رکعت نماز ادا کرتا۔ اس کے بعد خانقاہ کے شیخ اور تمام حاضرین کے ساتھ مصافحہ کرتا اور ان کے مجمع میں داخل ہوتا۔ درویشوں کی ایک اور رسم یہ تھی کہ جمعہ کے دن خانقاہ کا خادم سجادوں کو مسجد میں لے جا کر بچھا دیتا۔ درویش اپنے شیخ کے ساتھ ایک جماعت میں مسجد میں آتا اور پھر اسی طرح شیخ کے ساتھ دوسری خانقاہ کو چلا جاتا۔

مقریزی نے خطط میں مصر کی خانقاہوں کی مزید تفصیلات دیتے ہوئے لکھا ہے کہ مثال کے طور پر خانقاہ صالحیہ میں تین سو صوفی زندگی بسر[3] کر رہے تھے۔ ہر ایک کا راتبہ ایک رطل کے برابر وزن کی تین روٹیاں اور ایک تہائی رطل وزن کے برابر گوشت ملتا تھا۔ مہینہ میں ایک بار حلوا بھی ملتا تھا۔ خانقاہوں کی نزدیکی میں نانبا خانہ، آشپز خانہ اور گرمابہ بھی دائر کیے جاتے تھے۔ مصر کی ایک اور مشہور خانقاہ سریاقوس کا ذکر کرتے ہوئے مقریزی نے لکھا ہے کہ اس میں دیگر ضروریات کے علاوہ کچھ طبی سہولیات بھی صوفیوں کو میسر تھیں اور نائی، جراح اور دیگر پیشہ ور لوگ بھی وہاں موجود ہوا کرتے تھے۔ رمضان کے مہینے میں خانقاہ کے باورچی خانہ کی دیگوں پر دو بار قلعی کی جاتی تھی۔ اور ایک صوفی کو ایک کوزہ اور ابریق دے جاتے تھے۔

خانقاہوں میں رہنے والے درویش دو طرح کے ہوا کرتے تھے، مسافر اور مقیم۔ سفر میں صوفیوں کی رسم یہ تھی کہ جب کسی خانقاہ میں نزول کا قصد کرتے، تو اکثر عصر سے پہلے ہی وارد ہو جاتے کیونکہ عصر کے بعد کا وقت ذکر و تذکار میں صرف ہوا کرتا تھا۔ اگر عصر سے پہلے کسی نزدیک کی خانقاہ میں وارد ہونا ممکن نہ ہوتا تو درویش وہ رات کسی مسجد[2] یا اور کسی گوشہ میں بسر[2] کرتا اور دوسرے دن طلوع آفتاب کے ساتھ خانقاہ میں وارد ہو جاتا۔ خانقاہ میں آنے کے بعد پہلے دو[2] رکعت نماز ادا کرتا اس کے بعد دوسرے صوفیوں کو سلام کہتا اور ان کے ساتھ بغلگیر ہوتا یا مصافحہ کرتا۔ نو وارد صوفی کو حاضری پر بلایا جاتا۔ جب تک اس سے کچھ پوچھا نہ جاتا وہ بات نہیں کرتا۔ تین دن تک خانقاہ سے باہر نہیں جاتا تاکہ اس کی باطن طویل یا مختصر سفر کے بعد اپنی طبیعی حالت پر واپس[2] آئے۔ تیسرے دن کے بعد اگر خانقاہ سے باہر جانا پڑتا تو خانقاہ

کے شیخ کی اجازت لے کر جاتا۔ البتہ خانقاہ میں مقیم درویشوں پر یہ فرض عائد ہوتا کہ وہ مسافروں کے ساتھ خندہ پیشانی اور دلگرمی سے پیش آتے۔ صوفیوں پر حقارت اور مسخرہ کی نظر سے نہیں دیکھتے اگر وہ خانقاہ کے کچھ مخصوص مراسم سے آگاہ نہ ہوتے۔ خانقاہ کے مقیم تین طائفے کے لوگ ہوا کرتے تھے یعنی اہلِ خدمت، اہلِ صحبت اور اہلِ خلوت۔ اہلِ خدمت مبتدی ہوا کرتے تھے جو تازہ خانقاہوں میں وارد ہوتے۔ رفتہ رفتہ وہ خانقاہ کے مراسم سے آشنا ہوتے اور اجنبیت کا لباس اتار پھینکتے اسکے بعد یہ اہلِ صحبت کے زمرہ میں شامل ہوتے یعنی صوفیہ کی صحبت کے فوائد اور انکے اقوال و افعال کی برکت سے فیض یاب ہوتے۔ جب ادب اور حرمت پاتے تو اہلِ خلوت بن جاتے۔ اگر کسی خانقاہ کے اخراجات پورے کرنے کیلئے کوئی املاک اسکے لئے وقف نہ ہوتی تو شیخ خانقاہ مصلحت وقت کو مدنظر رکھ کر اپنے مریدوں کو دریوزہ گری کی اجازت دیتا۔ اہلِ خانقاہ کیلئے لازم تھا کہ غذا کیلئے ایک ہی سفرہ پر حاضر ہو کر کھانا کھاتے اور ایک دوسرے کے ساتھ صفا اور محبت سے پیش آتے۔ اگر کوئی صوفی جرم کا مرتکب ہوتا تو فوراً اسکا استغفار کرتا۔ اپنی غلطی کو منوانے پر اصرار ہوا کرتا

مصباح الہدایہ میں خانقاہوں کے کئی فائدے گنے گئے ہیں:- (۱) ان میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے صوفی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اجتماع میں زندگی بسر کرتے اور انکے درمیان مہر و محبت کے رشتے مضبوط ہو جاتے۔ (۲) چونکہ فقیروں کے پاس مسکن وماوا نہیں تھا اسلئے خانقاہ انکے لئے جائے رہائش کا کام دیتی۔ (۳) خانقاہ میں اجتماعی زندگی بسر کرنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے عیب کی سرپوشی کرتے۔ انکے اخلاق سماجی بندشوں کی بناء پر محکم اور استوار بنتے کیونکہ ایک دوسرے کے عیبوں کا پتہ چل جاتا۔